جن میں سے ہر ایک ستون تین چبوتروں کے درمیان قائم ہے مثمن خارجی کے ضلع کا طول تقریباً ۲۰٫۵۹ میٹر اور بلندی ۹٫۵۰ میٹر ہے۔ ان آٹھ پہلوؤں میں سے ہر پہلو میں اوپر کی جانب پانچ پانچ روشندان ہیں جو عمارت کے اندرونی حصہ کو روشنی پہنچاتے ہیں۔ باہر کی جانب یہ روشندان سات ہیں جن میں سے دو بند کر دیے گئے ہیں

ایک عجیب بات | اس تعمیر کے انجنیر نے جو سب سے عجیب و غریب بات اس میں ملحوظ رکھی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہوتا ہے۔ خواہ کسی دروازہ سے داخل ہو، وہ بیک نظر اُن تمام ستونوں اور چبوتروں کو دیکھ سکتا ہے جو اُس کے سامنے ہیں اور ساتھ ہی اُن تمام ستونوں اور چبوتروں کا بھی مشاہدہ کر سکتا ہے جو دوسری جانب میں واقع ہیں مشہور انجنیر رچمنڈ (Richmond) کی رائے ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ قبہ کے ستونوں کے دائرہ میں ½ ۲ درجہ انحنا بسیط پیدا کیا گیا ہے مگر ہماری رائے ہے کہ یہ انحنا ۳ درجہ ہے۔ اگر یہ انحنا (جھکاؤ) نہ ہوتا تو جو ستون دیکھنے والے کے سامنے واقع ہوتے ہیں، وہ دوسری جانب کے ستونوں کے لیے حاجب بن جاتے، کیونکہ اُس وقت وہ دونوں ستون ایک خط مستقیم پر واقع ہوتے۔

جو کھڑکیاں عمارت کو روشن رکھتی ہیں اُن کی تعداد ۵۶ ہے جن میں سے چالیس باہر کی آٹھ دیواروں میں پانچ کھڑکیاں فی دیوار کے حساب سے کھلی ہوئی ہیں اور سولہ کھڑکیاں قبہ کی کرسی پر ہیں۔

قبہ کے نیچے ایک ناہموار پتھر بھی ملتا ہے جو حرم شریف کے درمیان میں واقع ہے۔ اس پتھر کا طول شمال سے جنوب تک ۱۸ میٹر اور عرض شرق سے غرب تک ۱۳ میٹر ہے، اور عمارت کی زمین سے اس کی انتہائی بلندی ڈیڑھ میٹر ہے۔ آپ کو اس پتھر میں کدالوں پھاوڑوں کے نشانات ملینگے۔ ابن اثیر کی روایت کے مطابق اہل فرنگ نے اس پر سنگ مرمر بچھا دیا تھا، مگر سلطان

صلاح الدین ایوبی نے اُس کو اُٹھوا دیا۔ پتھر کو سنگ مرمر کا لباس پہنا دینے کی وجہ یہ تھی کہ زمانۂ قدیم میں عیسائی قسیس اس سے خوب دولت پیدا کر لیتے تھے۔ شاہانِ فرنگ نے یہ دیکھ کر پتھر کو سنگِ مرمر کی چادر اُڑھا دی تاکہ وہ ضائع نہ ہو۔

اس پتھر کے نیچے ایک غار ہے جو ناہموار ہونے کے باوجود تقریباً مربع ہے۔ عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ یہ پتھر جلا دیجانے والی قربانیوں کے مذبح کا اساس حقیقی تھا اور جو غار اس کے نیچے ہے وہ گڑھا تھا جو مذبح کے نیچے واقع تھا اور جس میں قربانیوں کے خون اور "آب تقدیس" محفوظ رہتا تھا۔ غار میں سنگ مرمر کا ایک فرش بھی ہے جس سے آپ کے کھڑے ہوتے ہی گنگناہٹ سی پیدا ہوتی ہے کہتے ہیں کہ اس فرش کے نیچے وہ نالی ہے جس کے ذریعہ قربانیوں کے خون پانی کے ساتھ مل کر "وادیٔ قدرون" میں منتقل ہو جاتے تھے۔

تاریخ تعمیر | کسی عمارت کی تاریخِ تعمیر یا تو اُس کے تاریخی کتبات سے معلوم ہوتی ہے یا کسی مستند تاریخی روایت سے یا اُس کے طرزِ تعمیر سے۔ قبۃ الصخرہ میں جو کتبات ہیں بخط کوفی ہیں اور جس عبارت سے اُس کی تاریخ تعمیر پر روشنی پڑتی ہے وہ جنوبی جانب کی مشرقی سمت میں ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے عبداللہ عبداللہ الامام المامون امیرالمومنین اور تاریخ ۷۲ سنہ ہجری لکھی ہوئی ہے لیکن جب ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ ۷۲ سنہ ہجری تو مامون کا زمانہ نہیں ہے، بلکہ یہ عبدالملک بن مروان کے عہد کی تاریخ ہے تو اس سے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ دراصل اس کی تعمیر تو عام مورخین کے بیان کے مطابق ہوئی تھی عبدالملک بن مروان کے عہد میں ہی یعنی ۶۹۱ء سنہ میں، مگر پھر مامون کے عہد میں اس کی مرمت وغیرہ ہوئی ہوگی اور ہمارے قیاس کو دو دلیلوں سے اور تقویت پہنچتی ہے۔

(۱) عہد مامونی کے کاریگروں نے مامون کا نام تو لکھ دیا لیکن تاریخ ۷۲ سنہ ھ جو پہلے سے ثبت تھی اس کو تبدیل کرنے کا خیال نہیں آیا۔

(۲) جگہ کی تنگی کی وجہ سے خلیفہ مامون اور اُس کے القاب کو اُس طرز میں نہیں لکھا گیا جس میں قدیم کتابت کے بعض نقوش اب بھی نظر آتے ہیں، اور اس بنا پر خط میں یکسانیت باقی نہیں رہی ہے۔ اس کتبہ کے علاوہ شرقی اور شمالی دروازوں پر جو کتبے ہیں اُن سے بھی ربیع الاول ۲۱۶ھ مطابق ۸۳۱ء کی تاریخ نکلتی ہے۔ فن تعمیر اسلامی کے مطابق یہ تاریخ اختتام ہوگی نہ کہ تاریخ آغاز کار۔ ان سب چیزوں کو سامنے رکھ کر یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ دراصل تعمیر تو ہوئی تھی عبد الملک کے عہد میں مگر بعد میں مامون نے اس کی مرمت وغیرہ کرائی تھی، بنو عباس بنو اُمیہ سے حد درجہ متنفر تھے، اس بنا پر خود مامون نے یا اُس کی خیر خواہی میں کسی کاریگر نے عبد الملک کی بجائے مامون کا نام بہ حیثیت اصل بانی تعمیر کے لکھ دیا۔

اب رہا یہ سوال کہ تعمیر کا آغاز کس سنہ میں ہوا تھا؟ اس میں مورخین مختلف الآرا ہیں۔ ابن بطریق ۶۵ھ مطابق ۶۸۴ء بتاتا ہے۔ مسکین و مقریزی کی رائے بھی یہی ہے لیکن مثیر الغرام ج ۱ میں سبط ابن الجوزی (۶۵۵ھ۱۲۵۵ء) سے نقل کیا گیا ہے کہ تعمیر کا آغاز ۶۹ھ مطابق ۶۸۷ء میں ہوا تھا۔ ابو المحاسن اور سیوطی کی رائے بھی یہی ہے۔ مجیر الدین ۶۶ھ مطابق ۶۸۵ء کے قائل ہیں۔

تعمیر کی اہمیت و عظمت | قبۃ الصخرہ اپنی مخصوص شان و شوکت اور رونق و بہا کی وجہ سے تمام اسلامی عمارتوں میں نہایت ممتاز اور رفیع ہے۔ ہارتمان (Hartimann) کی نگہ میں وہ تناسب و توازن کا بہترین نمونہ ہے۔ ہیٹر لوئس (Hayter Lewis) کہتا ہے

ان آثار میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے جن کو تاریخ نے بقائے دوام کا خلعت پہنایا ہے۔

فرگوسن (Fergusson) کہتا ہے:۔

آگرہ اور دہلی کے تاج محل اور دوسرے شاہی مقبرے دیکھنے کے بعد میرے وہم میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ میں کوئی ایسی عمارت دیکھونگا جو مجھے سب عمارتوں کی یاد فراموش کرادیگی

لیکن قبۃ الصخرہ دیکھنے کے بعد ایسا ہی ہوا۔ حق یہ ہے کہ اس تعمیر میں جو باریکیاں اور خاص تناسب و توازن کو باقی رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، اُس کے اعتبار سے یہ عمارت تمام عمارتوں سے جن کو میں جانتا ہوں فائق اور اعلیٰ ہے۔

فان برشم اس کی عظمت و برتری کو دقیق صنعت اور اُس کے اجزاء کے تناسق و تناسب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اس عمارت میں جو دقیق نسبتیں پائی جاتی ہیں عرصۂ دراز تک بڑے بڑے انجنیر اُن کی تحقیق و تلاش میں مصروف رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ علم و فن کے موجودہ دور ترقی میں اب یہ ممکن ہوگیا ہے کہ اُس نظریہ کو معلوم کیا جائے جس پر ان نسبتوں کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

(مجلہ "الہلال" مصر کا خاص نمبر)

قرآن شریف کی مکمل ڈکشنری

"مصباح الفرقان فی لغات القرآن" اُردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل ترتیب کے ساتھ اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ پہلے خانہ میں لفظ، دوسرے میں معنیٰ اور تیسرے خانہ میں لفظوں سے متعلق ضروری تشریح، اسی کے ساتھ بعض ضروری اہم اور مفید باتیں درج کی گئی ہیں۔ مثلاً انبیائے کرام کے نام جہاں جہاں آئے ہیں اُن کے حالات بیان کیے گئے ہیں، یہ کہنا بے مبالغہ ہے کہ لغت قرآن کی تشریح کے سلسلہ میں اُردو زبان میں اب تک ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ کتاب عام پڑھے لکھے مسلمانوں کے علاوہ طلبار اور انگریزی داں اصحاب کے لیے خاص طور پر مفید ہے کتابت و طباعت عمدہ، بڑا سائز، اصل قیمت للعہ، رعایتی للعہ، خریداران برہان سے للعہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر مکتبہ برہان قرولباغ نئی دہلی

لطائفِ ادبیہ

آرزو اور جوابِ آرزو

بارگاہ فطرت سے

از جناب مولوی میر اُفقؔ صاحب کاظمی امروہوی

آرزو

مرے جہاں کو آئینۂ جناں کردے — فروغِ جلوہ سے روشن یہ خاکداں کردے
تری ضیا ہو چراغِ سیاہ خانۂ دل — ترا جمال منور حریمِ جاں کردے
تری نگاہ جلال و جمال کے قرباں — مرے جگر میں ودیعت یہ بجلیاں کردے
نگاہِ صرصر و صیاد و برق سے ایمن — مرا حدیقہ مرا نخلِ آشیاں کردے
جہانِ ماہ و ثریا و نسر و کیواں سے — بلند و ارفع و اعلیٰ مرا جہاں کردے
میں اس کی پستیِ فطرت سے تنگ آیا ہوں — مری زمیں کو ہم دوشِ آسماں کردے
جہاں نہ ہو کوئی انساں غلامِ انساں کا — عطا وہ خطۂ آزاد و پُر اماں کردے
جہاں نہ ہو گذرِ شورش و فساد و عناد — مجھے نصیب محبت کا وہ جہاں کردے
سرورِ دل ہو میسر، سکونِ روح نصیب — غرضکہ میرے دل و جاں کو شادماں کردے
میں اس جہاں سے اس ارض و سما سے در گزرا — مرے لیے کوئی پیدا نیا جہاں کردے
کھلا کے لطف سے گلہائے آرزوئے اُفق — مرے خرابۂ ہستی کو گلستاں کردے

جوابِ آرزو بارگاہ فطرت سے

فدائے مقصدِ فطرت متاعِ جاں کردے — مکمل اپنی "امانت" کی داستاں کردے

وہ یادگار سپردِ دلِ جہاں کر دے
جو اس حیاتِ دو روزہ کو جاوداں کر دے

نہ دل کو صرفہ تعمیر یک جہاں کر دے
ہزار ایسی ہی آباد بستیاں کر دے

مری تلاش اگر ہے تو آپ گم ہو جا
جو دیکھنا ہے مجھے خود کو بے نشاں کر دے

نوازلیگی مرے پائے ناز کی ٹھوکر
سرِ نیاز کو قربانِ آستاں کر دے

ہمائے ہمتِ عالی کو دے کے تابِ عروج
حریفِ لذتِ پروازِ لامکاں کر دے

مہ و ستارہ و پروین کو تو نشانہ بنا
اُٹھ اور چاک گریباں کہکشاں کر دے

اِک آہِ گرم سے ہفت آسماں کو پھونک بھی ڈال
نظر سے دور حجاباتِ درمیاں کر دے

زمیں بھی تیرے لیے آسماں بھی تیرے لیے
تو اپنا سکہ حسنِ عمل رواں کر دے

متاع دہر سے کچھ سود اگر اُٹھانا ہے
تو دل سے دور یہ اندیشۂ زیاں کر دے

جو قوتیں مری جانب سے ہیں نہاں تجھ میں
بروئے کار انہیں لا کے تو عیاں کر دے

نہ خوفِ صرصر و صیاد و برق لا دل میں
نظر کو حرزِ گلستان و آشیاں کر دے

جہاں میں نفس کی اغراض کا غلام نہ بن
یہ بند توڑ کے آزاد کل جہاں کر دے

مآل نفس پرستی ہے شورشِ پیہم
اسے بہ ترکِ ہوس خوگرِ اماں کر دے

زمیں کی پستی فطرت ہے رازِ فطرت کا
ثبات سے اُسے ہمسنگِ آسماں کر دے

نہ صرف اصولِ سیاست پہ ہو تری تنظیم
بہر طریق مکمل یہ داستاں کر دے

حریصِ دولت و جاہ و نمود و عیش نہ بن
رہینِ خدمت مخلوق مال و جاں کر دے

بہ فیض عدل و مساوات و ربط و ہمدردی
تمام خلق کو ہمرنگ و ہمعناں کر دے

سکوں روح یہی ہے سرورِ دل بھی یہی
کہ سب کو اپنی محبت سے شادماں کر دے

مرے اصول مقدس نہیں ترا دستور
تو اپنے آپ کو قرآں کا رازداں کر دے

بہ اتباع شریعت نظام وحدت سے
جہاں کو یک دل و یک جاں و یکزباں کر دے

تو اپنی ذات میں کر میری خوبیاں پیدا
پھر اُن سے دورِ جہاں کی برائیاں کر دے